الکلام المقبول
فی مدح
۴
اولادِ رسول
از قلم
سید مہر حسین بخاری
ناشر مجلسِ تحفظِ ناموسِ اہلبیت پاکستان

الکلام المقبول

فی مدح

اولادِ رسول

از قلم:

سید مہر حسین بخاری

ناشر:- مجلس تحفظ ناموس اہل بیتؑ پاکستان

شناس نامہ

نام کتاب	الکلام المقبول
نام مصنف	مہر حسین بخاری
نام کمپوزر	سید امداد علی
صفحات	20
باراول	تعداد ایک ہزار
قیمت	20 روپے
ناشر	مجلس تحفظ ناموس اہل بیتؑ پاکستان
ملنے کا پتہ	سید مہر حسین بخاری بیت التوحید کامرہ کلاں ضلع اٹک

انتساب

حضرت علی بن حسین، سجاد،
ذوالثفنات، ابن الخیرتین، ابوالحسن
ابومحمدؐ، الزکی سیّد العارفین

امام زین العابدین

علیہ و آباہُ السّلام

کی جانب میں اس تحریر کو تقدیم کرنیکی
جرأت کرتا ھوں

—— اگر قبول فرمائیں

ترجمان اجداد
مہر حسین بخاری

پیش لفظ

گھرانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ہر فرد سے محبت رکھنا ہی عین ایمان ہے چونکہ یہ گھرانہ ہی اس امت کے لئے کشتی نوحؑ کی مثال ہے۔ جو اس سے وابستہ ہو گیا وہ نجات پا گیا۔ یہ تمام کمال نبی رحمت ۔ شفیع المذنبین ۔ رحمتہ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ جس جس چیز کی نسبت ان سے ہوتی گئی وہ چیز درجہ کمال کو پہنچتی گئی۔

کتب سماویہ میں سے جس مقدس کتاب کو نسبت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف نصیب ہوا وہ ھدی للعالمین کی شان امتیاز سے اطراف واکناف عالم میں چمکی۔ اور انسانوں کے جس طبقہ کو سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کی سعادت نصیب ہوئی وہ خیرالامم کا تاجور بن گیا اور جس قبر مبارک کی خاک پر سرور کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس جلوہ افروز ہیں۔ قبر اطہر میں فروکش ہیں اور اقامت گزین ہیں وہ قبر اطہر سات آسمانوں حتی کہ عرش مجید اور کعبتہ اللہ سے بھی افضل ہے۔ اور جن نفوس قدسیہ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہونے کا شرف حق تعالیٰ شانہ' نے بخشا ہے ان کی شرافت و عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ قلم قاصر ہے کہ اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب و محاسن احاطہ تحریر میں لائے۔

رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال رحمت سے جو اس امت کے لئے تا قیامت تحفہ چھوڑا ہے وہ قرآن اور اہل بیتؑ ہے۔ عافیت اسی میں ہے کہ قرآن مجید کو حرز جان بنائے اور اہل بیتؑ کا دامن پکڑے۔ خصوصا" اس فتنوں کے دور میں جبکہ دشمنان اسلام اور دشمنان اہل بیت کی ریشہ دوانیوں کا دور دورہ ہے۔

نواصب اپنی قبروں کو نار جہنم سے بھرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہے ہیں اور ناصبیت کا پروپیگنڈہ اس شدومد سے جاری ہے کہ کئی غافل علماء بھی اس کی لپیٹ میں آگئے۔

سید نا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کی کردار کشی کی مذموم مہم جاری ہے اور اولاد علیؑ کو کوسا جارہا ہے اور اس کے ساتھ ہی یزید پلید علیہ ما یستحقہ ' اور مروان علیہ اللعن جیسے خبیثوں' شیطانوں کو نیک پارسا بتلایا جارہا ہے۔

ناصبیوں کی اس یلغار کو روکنے کے لئے مجلس تحفظ ناموس اہل بیتؑ کا قیام عمل میں لایا گیا اور یہ طے پایا کہ حضرات اہل بیتؑ کی مقدس سیرت بیان کی جائے اور دشمنان اہل بیت کے مکروہ چہروں سے نقاب اٹھایا جائے۔

اول الذکر میں یہ دوسری کڑی ہے۔ بحمد اللہ ۔ اس سے قبل امام نسائیؒ کی مشہور تالیف "الخصائص" ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور "مسئلہ لعنت یزید پلید" وغیرہ شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ رسالہ تحقیق حدیث قسطنطنیہ بھی عنقریب شائع ہو جائے گا۔ اللہ پاک طباعت کے اسباب پیدا فرمائیں۔ آمین۔

حضرات اہل بیتؑ کی مبارک زندگیوں پر ہر دور میں بہت کچھ لکھا گیا مگر امام زین العابدین علیہ و اباہ السلام کی سیرت پر اردو میں بہت کم مواد ملتا ہے۔ راقم ناکارہ کو حضرت امام زین العابدین علیہ و آباہ السلام کی مبارک سیرت سے خصوصی لگاؤ ہے اسی لئے اپنے چھوٹے لڑکے سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی اسی نسبت سے سید محمد زین العابدین علی تجویز کیا۔

ضرورت تو اس بات کی ہے کہ امام زین العابدین علیہ و اباہ السلام کی سیرت پر ایک مستقل کتاب لکھی جائے اور اس سلسلہ میں ارادہ ہے کہ انشاء اللہ حضرات اہل بیتؑ کی سیرت "فردا فردا" تحریر کروں مگر بے علمی' ذخیرہ کتب کی کمی اور بعض دنیاوی مشاغل کے ہجوم آڑ بنے ہوئے ہیں۔ اللہ جل شانہ بحرمت آل رسولؐ اسباب پیدا فرماویں۔ آمین۔ امام زین العابدین علیہ و اباہ السلام کی حیات کے مطالعہ کے دوران مشہور عرب شاعر ہمام بن غالب ابو فراس فرزدق کے اشعار جو حضرت امام کی مدح میں ہیں نظر سے گذرے۔ جو طبیعت کو خوب بھلے لگے۔ یہ اشعار برصغیر کے مشہور بزرگ حضرت ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "کشف المحجوب" میں

بھی تحریر فرمائے ہیں۔ اور ایک مشہور عربی عالم عبدالعزیز سید الاھل نے بھی اپنی کتاب مستطاب "امام زین العابدین" میں بھی تحریر فرمائے ہیں۔ مولانا زکریا کاندھلوی نے بھی اپنے رسالہ فضائل حج میں یہ قصیدہ نقل فرمایا ہے اور عصر حاضر کے نامور محقق عالم دین مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی نے بھی اپنی کتاب "دعوت و عزیمت" میں ان اشعار کا تذکرہ کرکے لکھا ہے کہ عربی ادب میں یہ اشعار بہت بلند پایہ حیثیت کے مالک ہیں۔ ان کے علاوہ حسب ذیل علماء نے بھی اپنی تالیفات میں ان اشعار کو تحریر فرمایا ہے۔

(۱) علامہ ابن حجر مکی در صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۰ مطبعہ میمنیہ مصر

(۲) امام شبراوی در اتحاف بحب الاشراف صفحہ ۱۳۹-۱۴۱ مطبعہ ادبیہ مصر

(۳) علامہ شبلنجی در نورالابصار صفحہ ۱۵۶ طبع بیروت

(۴) امام کمال الدین جہرمی در براھین قاطعہ صفحہ ۳۴۸ مطبع محمدی لاہور

(۵) مد محمد برخوردار ملتانی در حاشیہ علی النبراس صفحہ ۵۱۸ طبع ہاشمی میرٹھ

(۶) نواب صدیق حسن خان در تشریف البشر بذکرالائمہ الاثنا عشر صفحہ ۶۱ طبع آگرہ

(۷) علامہ کمال الدین دمیری در حیاۃ الحیوان مترجم صفحہ ۶۶-۶۷ طبع لاہور

زیر نظر رسالہ چونکہ مستقل حضرت امام زین العابدین علیہ و اباۂ السلام کی سیرت پر نہیں ہے اس لئے اشعار سے پہلے مختصر صورت حال و پس منظر پیش کیا جاتا ہے کہ فرزدق شاعر کو یہ شعر کہنے کی کیوں ضرورت پیش آئی اور بعد میں صرف وہ شعر اور ان کی شرح پیش کی جائے گی۔

"وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم"

ترجمان اجداد

سید مہر حسین بخاری غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ملهم الحکم و مفیض النعم والصلوۃ والسلام علی سید العرب والعجم و علی الہ و صحبہ اهل الفضل والکرم

اما بعد بندہ ناچیز احقر الوری مہر حسین بخاری قارئین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے زمانہ ولیعہدی میں ایک دفعہ حج کا ارادہ کیا (مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے اپنی کتاب "حضرت امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی" میں بحوالہ عقد الفرید جلد ۱ صفحہ ۳۶۶ میں لکھا ہے کہ یہ عبد الملک کا بیٹا ہشام خلفاء بنو امیہ کا پانچواں خلیفہ تھا حج کے ارادہ سے نکلا اور چھ سو اونٹوں پر صرف اس کے بدن کے کپڑے تھے۔) حشم و خدم اور محافظوں کا اتنا بڑا ہجوم ہمراہ ہوا کہ سورج کی کرنیں زمین تک نہ پہنچ سکیں۔ لوگوں کے دل رعب و ہیبت سے دہل گئے۔ ہشام شاہی محافظوں کے جلو میں وارد ہوا چاہتا تھا۔ والی مدینہ ہشام بن اسماعیل اپنے ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ استقبال کے لئے موجود تھا۔ غرضیکہ بیت الحرام تک ولی عہد کے پہنچتے پہنچتے شاہی رعب وجلال میں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔ اگر یہ تمام افراد احرام میں ملبوس نہ ہوتے تو ہشام اور اس کے ہمراہیوں کے شاہی لباس کی وجہ سے دیکھنے والوں کو غالباً" یہ تخیل ہوتا کہ بہت بڑی فوج حرم شریف میں داخل ہوا چاہتی ہے۔

ولی عہد اور تمام غلام پیشہ افراد طواف کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ ہشام کی احرام پوش فوج نے آگے بڑھ کر شاہزادے کے لئے راستہ وسیع کرنا چاہا لیکن یہ تو خدا کا گھر تھا۔ اور یہاں تو لوگوں کے قلوب خانہ خدا کی عظمت سے معمور ہوتے ہیں۔ لہٰذا کسی نے شاہی محافظوں کی طرف نظر التفات نہ ڈالی۔ لوگوں نے یہ جاننے کے باوجود کہ ان کے پیچھے ایک ولی عہد شہزادہ آرہا ہے نہ کوئی توجہ دی اور نہ ہی راستہ چھوڑا۔ شاہی فوج نے حتی المقدور کوشش کی، لیکن ہجوم کے سامنے کوئی پیش رفت نہ چلی۔ ہشام کی آرزو تھی کہ حجر اسود تک پہنچے لیکن یہ مسئلہ انتہائی دشوار ہو گیا۔ سر اٹھا اٹھا دور سے ہی حجر اسود کو دیکھنا چاہا لیکن نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ لوگوں کا ہجوم اس طرح حائل تھا جیسے بلند وبالا پہاڑ۔

ہشام کے جلال اور خود ساختہ عظمت کو سخت ٹھیس پہنچی۔ ہر شخص ہشام کو دیکھتا اور بے رخی کے ساتھ آگے بڑھ جاتا۔ کچھ لوگ بغور اسے دیکھ کر دل ہی دل میں ہنس رہے تھے کیونکہ ہشام انتہائی بھینگا تھا اور اس کے چہرہ پر کوئی وقار بھی نہ تھا۔ جو اسے دیکھتا اس کی نظروں میں خفیف ہوتا جاتا۔ حتی کہ اسکے شہر حمص والے بھی اس کو دیکھ کر ہنس دیتے۔ ان کی نگاہوں میں ہشام اور حمص کے عرون نامی ایک نعل بند (موچی) میں ایسی گہری مشابہت و یکسانیت موجود تھی۔ گویا چہرہ و مہرہ میں عرون اور ہشام ایک ہی قالب میں ڈھلے ہوئے تھے۔ کچھ دیر بعد حجر اسود کے قریب کھڑے ہونے والوں نے دور سے گرجدار تکبیر کی آواز سنی۔ یہ آواز آہستہ آہستہ ان کے قریب آتی جارہی تھی۔ تکبیر کی یہ مسلسل آواز ایک ضعیف الجثہ اور پھول جیسے نازک بدن انسان کو آگے لارہی تھی۔ آواز برابر قریب ہوتی گئی۔ لوگوں کی تکبیرو تہلیل کی وجہ سے فضا میں ایک مہیب ارتعاش پیدا ہوا۔ گویا روئے زمین کا ہر متکلم اور خاموش انسان اس وقت تکبیرو تہلیل اور تلبیہ میں مشغول تھا۔ اب وہ بزرگ ہستی حجر اسود کے قریب ہو چکی تھی۔ جس کے گرد تکبیروں کی آواز گونج رہی تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک دھان پان آدمی۔ چھریرا بدن زردرو۔ لرزاں ترساں لیکن پرنور چہرے اور ہیبت و جلال کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔

لوگوں نے اس کی مثل و نظیر نہ دیکھی ہو گی۔ چہرہ آئینہ کی طرح شفاف کہ جس میں قبیلہ کی دوشیزائیں اپنے چہروں کا عکس دیکھیں۔ احرام کی چادر اور تہ بند میں ملبوس سر جھکائے اور نگاہیں نیچی کئے آگے بڑھا۔ پیشانی پر سجدوں کا گہرا نشان قائم تھا۔ لوگوں کی صفوں میں انتشار ہوا۔ لوگ اس ہستی کو چلنے کے لئے کشادہ راستہ دے رہے تھے تاکہ وہ حجر اسود کو بوسہ دے سکے۔

تکبیر کی آوازیں ہر طرف بلند تھیں۔ لوگوں کی نظریں اس بزرگ ہستی کو دیکھنے کے لئے ہر طرف بے قرار تھیں۔ گویا اس کی زیارت ان کی آنکھوں کے لئے سکون بخش سرمہ تھا۔ جو دیکھ لیتا اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھرکتے۔ جو نہ دیکھ پاتا وہ اپنی محرومی قسمت پر آنسو

بہاتا۔ یہ نور بصراب حجر اسود کے قریب پہنچ چکا تھا اور اطمینان سے اس کو بوسہ دے رہا تھا۔
ہشام کے لئے یہ صورت حال بڑی پریشان کن تھی۔ اس کے وقار کا سوال تھا اس کو محسوس ہو رہا تھا کہ پہاڑ اور چڑیا کا تقابل ہے۔ خود اس کے ہمراہی اور شاہی محافظ اس نو وارد چاند کی طرف متوجہ ہو کر اس منظر سے لطف لے رہے تھے۔ وہ اس آنے والے کو راستہ بھی دے رہے تھے اور تکبیر بھی کہہ رہے تھے۔ ہشام نے طواف کی جگہ سے پیچھے ہٹ جانا ہی مناسب سمجھا تاکہ لوگوں کا ہجوم اس سے مزاحم نہ ہو۔ وہ کچھ دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ زمزم کی جانب حطیم میں اپنے لئے میز بچھوایا اور لوگوں کے ہجوم کے کم ہونے تک اس پر بیٹھا رہا وہ جوش غضب اور ناگواری سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔
ہجوم قدرے کم ہوا اور لوگوں میں اطمینان کی کیفیت پیدا ہوئی تو ہشام کے خاص مصاحبوں اور محافظوں میں سے کسی نے آکر ہشام سے پوچھا یہ شخص کون ہے جس کا لوگ اس قدر اعزاز و اکرام کر رہے ہیں۔ ہشام نے جواب دیا میں نہیں جانتا۔ ہشام اپنے اس جواب میں جھوٹا تھا وہ انہیں خوب جانتا تھا لیکن اس کو اندیشہ یہ تھا کہ کہیں ان لوگوں کے دلوں میں بھی ان کی عظمت کا سکہ نہ بیٹھ جائے اور لوگ اس گرویدگی کے نتیجہ میں کہیں اس کو اپنا بادشاہ نہ تسلیم کر لیں۔
ہشام اس سفرحج میں یہ خیال کر کے نکلا تھا کہ اگر امام زین العابدین کا اور اس کا کسی موقع پر سامنا ہوا تو وہ امام زین العابدین پر غلط اندازہ میں نگاہیں ڈالتا ہوا اور اپنے مصاحبوں اور محافظ فوج کے دل میں حضرت علی بن حسین امام زین العابدین علیہ و اباءٗ السلام اور بنی ہاشم کی قدر و منزلت کو پست کرتا ہوا آگے بڑھ جائے گا۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔
حقیقت یہ تھی کہ اس محافظ سپاہی کا سوال بھی تجاہل عارفانہ پر مبنی تھا وہ ہشام کو ٹٹولنا چاہتا تھا اور اس کا جواب سن کر دل لگی کرنا چاہتا تھا مگر امام زین العابدین علیہ و اباءٗ السلام کی شخصیت ایسی نہ تھی کہ کسی شخص کو تعارف حاصل کرنے کے لئے ان کے متعلق دوسروں سے پوچھنا پڑے۔ وہ ہر سال اسی طرح احرار اور آزاد شدہ غلاموں کے جھرمٹ میں دعا و تلبیہ

کرنے تشریف لایا کرتے تھے۔ تکبیر و تہلیل کرنے والوں کا ایک ہجوم گرجتے اور برستے بادلوں کی طرح ان کے ہمراہ ہوتا تھا۔ ناواقفیت کے اندازہ میں ہشام کا جو جواب تھا وہ وہیں ختم نہیں ہو گیا بلکہ بات چل پڑی اور تقریباً" سب ہی کو معلوم ہو گئی۔ قبائل کے سرداروں کی ایک جماعت جو مطاف سے علیحدہ دور کھڑی ہوئی تھی ہشام کے اس تجاہل عارفانہ کی تہہ کو پہنچ گئی۔ ان کے دلوں میں اہل بیت کے خاندانوں کی عظمت تھی۔ اتفاق یہ تھا کہ ان میں اس وقت ہمام بن غالب ابو فراس فرزدق شاعر بھی موجود تھا۔ وہ ستر سال کی عمر میں تھا لیکن محبت اہل بیتؑ اس کے دل سے کم نہ ہوئی تھی۔ جب اسے امام زین العابدین علیہ و اباءٗ السلام کی شخصیت کے بارے میں ہشام کے انکار کرنے کا حال معلوم ہوا تو غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کے گرد جمع ہونے والے ہمراہیوں نے کہا۔ ابو فراس کیا بات ہے۔ کہنے لگا۔ تم نے بھینگے کی بات نہیں سنی۔ لوگوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اچھا ہے۔ فرزدق جوش میں آجائے۔ جواب دیا۔ ابو فراس! پھر تم ہی اس کو متعارف کرا دو۔ فرزدق کی تیوری کے بل دیکھنے کے قابل تھے۔ وہ سمندر کی طرح جوش میں آگیا اور یہ بھی بھول گیا کہ ابھی طواف کے کچھ چکر پورے کرنے ہیں۔ پھر برجستہ فرزدق نے یہ اشعار آپ کی مدح میں سنائے۔

قصیدہ فرزدق ابوالفراس

هذا الذی تعرف البطحاء و طائته

والبیت یعرفه والحل و الحرم

یہ وہ ہستی ہے جس کے قدموں کی عزت زمین بطحا جانتی ہے اور ان کے منصب جلیلہ کو کعبہ جانتا ہے اور حل و حرم واقف ہے۔

ف: خانہ کعبہ کے ہر چہار طرف کی زمین کو ایک حد محدود تک حرم کہتے ہیں۔ اس میں شکار کرنا۔ درخت کاٹنا حرام ہے اور حرم کے سوا جو زمین ہے اس کو حل کہتے ہیں اس میں شکار وغیرہ حلال ہیں۔

نوٹ: یہ عظمت اللہ جل شانہ کے ساتھ منسوب ہونے پر صرف کعبہ ہی کو حاصل ہے۔ آجکل بعض جہلاء اولیاء کرام کی قبروں کے ساتھ حرم کی ایک حد بنائے پھرتے ہیں اور وہاں سے درخت یا گھاس وغیرہ نہیں کاٹتے۔ یہ سڑک میں داخل ہے اس سے اجتناب بہت ضروری ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ امام زین العابدین علیہ اباہٗ السلام ایسے بلند مرتبہ اور عالی مرتبہ ہیں کہ جس زمین پر اپنا قدم مبارک رکھتے ہیں وہ معلوم کرلیتی ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لخت جگر اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے نور بصر نے مجھ پر اپنا قدم مبارک رکھا۔ یہ ہستی وارث نبوت' چراغ امت' سید مظلوم امام محروم' زین عباد' شمع اوتاد ابوالحسن علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے جو اکرم و اعبد اپنے زمانہ میں ہے۔ آواز آئی ابو فراس! مکرر۔ ذرا اونچی آواز میں۔ فرزدق نے آواز بلند کی اور کہا

هذا ابن خیر عباد الله کلهم

هذا التقی النقی الطاهر العلم

یہ تمام بندگان خدا میں اشرف ترین ہستی کی اولاد ہے۔ متقی۔ پاکیزہ دل۔ عیوب سے پاک اور علوم کا جامع ہے۔

ف: مطلب یہ ہے کہ امام زین العابدین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں جو اللہ پاک کے سب بندوں بشمول اولیاء و انبیاء سے افضل ہیں اور خود بھی پرہیزگار اور پاکباز ہیں۔ اور ان کو کمال ذاتی و کمال اضافی دونوں حاصل ہیں۔ غیر کی طرف منسوب ہونے سے جو عزت و بزرگی حاصل ہو وہ اضافی ہوتی ہے اور اپنی ذات خاص میں جو شرف و کمال موجود ہو وہ ذاتی ہوتا ہے۔

اذا راته قریش قال قائلها

الی مکارم هذا ینتهی الکرم

جب قبائل قریش ان کی رفعت شان دیکھتے ہیں تو پرکھنے والا کہہ دیتا ہے کہ ان کے منصب جلیل تک تمام اعزاز و مناصب کا منتہا ہے۔

ف: یعنی تمام قریش کو اس امر کا اقرار ہے کہ ان سے زیادہ بزرگ سخی جواں مرد روئے زمین پر بالفعل کوئی شخص نہیں ہے۔ طواف کرنے والوں نے سنا کہ کوئی شاعر نہایت شیریں اور دلچسپ شعر پڑھ رہا ہے۔ اخلاص و جذبات فی البدیہ شعر اس طرح سنا رہا ہے گویا وہ اسے پہلے سے یاد ہیں اور اشعار کا مضمون اس کا عقیدہ ہے۔ ہر چہار طرف سے لوگ سمٹ آئے اور جب معلوم ہوا کہ فرزدق شعر پڑھ رہا ہے۔ بس فرزدق کا نام سننا تھا کہ لوگ اس کا کلام سننے کو بے تاب ہو گئے اور انہوں نے شاعر عرب کی زبان سے سید العرب والعجم کی شان اقدس میں اشعار سننے کو اپنی خوش بختی تصور کیا اور فرزدق کے اشعار صحن حرم کے درو بام سے ٹکراتے ہوئے شیریں نغمے تھے۔

ینمی الی ذروۃ العز التی قصرت

عن نیلھا عرب الاسلام والعجم

انہوں نے وہ بلند مقام حاصل فرمایا جس کے مساوی عزت حاصل کرنے والے قاصر ہیں عرب و عجم کے تمام مسلمان۔

ف: یعنی کوئی مسلمان عربی ہو یا عجمی ان کے بلند مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ذاتی طور پر بھی علم میں، عبادت میں، سخاوت میں، ان کا نام تھا اور نسبت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نصیب تھی۔ سید الشہداء کے لخت جگر تھے۔ فاطمتہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نور بصر تھے۔ اور علی المرتضیٰؑ کے پوتے تھے۔ جس کا باپ سید الشباب اہل الجنتہ ہو اور جس کی دادی اماں سیدۃ النساء اہل الجنتہ ہو اس کی بلندی مرتبہ کو کون چھو سکتا ہے۔

یکاد یمسکہ عرفان راحتہ

رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

وہ جس وقت رکن حطیم کا استیلام کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں تو حطیم ان کی خوشبو سے لطف اندوز ہونے لگتا ہے۔

ف: یعنی جب وہ حجراسود کا بوسہ لینا چاہتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ بپاس ادب وہ ان کا ہاتھ تھام

لے کیونکہ آپ کے دست اقدس کی ہتھیلی کی خوشبو سے وہ پہچان گیا ہے کہ یہ ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ارجمند کا ہاتھ ہے۔

فی کفہ خزران وریحھا عبق

بکف اروع من عرنینہ شمم

ان کے دست مبارک میں خزران کی چھڑی ہے اور اس کی مہک اڑ رہی ہے اور وہ ایسی ہستی کے ہاتھ میں ہے جو بہت اونچی ناک والا سردار ہے۔

ف: مطلب یہ ہے کہ یہ بید کی لکڑی جو جناب ممدوح کے ہاتھ میں ہے وہ آپ کے دست مبارک کی تاثیر سے خوشبودار ہو گئی ہے اور ناک کا بلند ہونا محاورہ ہے جو انتہائی غیرت مند پر بولا جاتا ہے اور بزرگی اور حسن پر بولا جاتا ہے۔

یغض حیاء و یغضی من مھابتہ

فلا یکلم الا حین یتبسم

حیاء ایمانی کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند ہیں اور لوگوں کی آنکھیں ان کی مہابت شان سے بند ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کلام ہی نہیں فرماتے مگر جب کلام فرماتے ہیں تو تبسم ریز لہجہ میں۔

ف: یعنی نظر اٹھانے سے ان کو توحید مانع ہے اور کمال حیاء کی نشانی ہے اور لوگ ان کے رعب و جلال کی وجہ سے آنکھ نہیں اٹھاسکتے اور کسی کی مجال نہیں کہ ان سے کلام کرسکے مگر ہاں جس وقت وہ ہنستے اور خوش ہوتے ہیں اس وقت ان سے کلام کرنا ممکن ہے۔

ینشق نور الھدی عن نور طلعتہ

کاالشمس ینجاب عن اشراقھا الظلم

ان کی وجہ منیر کے ظہور سے ہدایت کے انوار پھیل گئے۔ جیسے سورج کی روشنی سے ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں۔

ف: یعنی آفتاب تاریکی کو دور کرتا ہے اور حضرت امام زین العابدین علیہ واباءُ السلام کے چہرہ

مبارک کا نور باطن کی تاریکی یعنی کفر و گمراہی کو دور کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جناب ممدوح کی صحبت و نگاہ کا اثر لوگوں کے قلوب پر اس قدر پڑتا ہے کہ گمراہ اور کافر بھی نرم دل ہو کر ایمان لاتے اور پاتے ہیں۔

من جده دان فضل الانبياء له

و فضل امته دانت له الامم

یہ وہ ہیں جن کے جد امجد کے منصب کے آگے تمام انبیاء نیچے ہیں اور یہ وہ ہیں کہ جن کے امتیوں کی فضیلت سے تمام امتوں کی فضیلت کم ہو گئی۔

ف: مطلب یہ ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ و اباۂ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام الانبیاء کے نواسے ہیں جو بالاتفاق افضل الانبیاء ہیں اور ان کی نسبت سے ان کی امت افضل الامم ہے اس سے ظاہر ہے کہ کتنی کمال شان کے مالک ہیں۔ کہ جن کے نانا امام الانبیاء ہیں۔ جن کے دادا حضرت علیؑ امام الاولیاء ہیں اور باپ جنت کا سردار ہے۔

مشتقة عن رسول الله بنعته

طابت عناصره و الخيم والشيم

یہ اللہ کے رسولؐ کی ذات گرامی سے مشتق ہیں اور ان کی تعریف جہان کر رہا ہے اور ان کا عنصری وجود ہی پاک ہے اور ان کی خصلتیں اور عادتیں بھی پاک ہیں۔

ف: جناب ممدوح حضور کی اولاد ہیں اور شاخ میں وہی تاثیر ہوتی ہے جو کہ درخت میں ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خلق عظیم کے مالک ہیں اور ان کا خلق تو قرآن ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام زین العابدین علیہ واباۂ السلام بھی خلق عظیم کے مالک ہیں۔

هذا ابن فاطمة ان كنت جاهله

و بجده انبياء الله قد ختموا

اچھی طرح پہچان لے کہ یہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نور نظر ہیں۔ اگرچہ تو ان سے بے خبر ہے اور یہ وہ ہیں جن کے جد امجد کی بعثت پر اللہ کے تمام نبیوں

کی تشریف آوری ختم ہے۔

ف: یعنی جناب امام زین العابدین علیہ و اباہ السلام جناب سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نور نظر ہیں اور جناب خاتم النبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نواسہ ہیں۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہے کہ جناب فرزدق کے کلام سے ظاہر ہے کہ امت مسلمہ کا شروع سے یہی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ للہذا قادیانی عقیدہ خلاف اسلام اور کفر ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ مرزا قادیانی ملعون دجال کذاب کافر ہے اور اس کو ماننے والے خواہ اسے نبی مانیں یا مذہبی راہنما تصور کریں وہ بھی کافر و مرتد ہیں۔ نیز جو لوگ مرزا قادیانی دجال ملعون کو مذہبی راہنما مانتے ہیں وہ نرے مغالطے میں ہیں کیونکہ قادیانیت میں بھی وہ کافر ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک بھی وہ کافر ہیں۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے ہم

راقم اثیم نے اس سلسلہ میں کچھ مواد اکٹھا کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو "لاہوری مزارئیوں کے لئے لمحہ فکریہ" کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کروں گا۔

بہرحال مرزائی قادیانی گروپ ہو یا لاہوری دونوں کافر ہیں۔

اللہ فضلہ قدما و شرفہ
جری بذالک لہ فی اللوح والقلم

اللہ نے انہیں فضیلت بخشی ہمیشہ سے شرف تام عطا فرمایا اور ان کے اعزاز و اکرام کا حکم لوح و قلم میں جاری ہو گیا۔

ف: یعنی یہ عزت و بزرگی جو ان کو بوجہ قرابت داری نبوتؐ حاصل ہے یہ قدیمی ہے اور ازل سے لوح محفوظ پر لکھی ہوئی ہے۔ پس ایسا کون ہے جو ان کی برابری کرے۔ کیونکہ شرف ذات اور پاکی جوہر جو آل نبیؐ کے واسطے ثابت ہے وہ کسی کو میسر نہیں۔

الليث اهون منہ حين تغضب
والموت ايسر منہ حين يهتضم

شیر ہلکا ہے ان سے جس وقت تو غصہ دلا دے ان کو اور موت بہت آسان ہے ان سے جس وقت ان کی حق تلفی کی جائے۔

ف : مطلب یہ ہے کہ دین کے بارہ میں ان کا غضب و غصہ اس قدر سخت ہے کہ شیر کا غضب و غصہ ان کے غضب و غصہ کے مقابل ہلکا ہے اور ان کے مواخذہ و انتقام کی سختی سے موت کی سختی بہت ہلکی اور آسان ہے۔ واضح رہے کہ وقت ظہور منہیات و شیوع منکرات غضب و غصہ کرنا عین قوت ایمان و حرارت اسلام کی دلیل ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ **یا ایها النبی جاهد الکفار و المنافقین واغلظ علیهم** یعنی اے نبیؐ جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور سختی کر ان پر۔

اور یہی وجہ ہے کہ سید الشہداء حضرت امام حسینؓ نے اعلاء کلمتہ الحق کی خاطر میدان کربلا میں پورے گھرانے کی قربانی دے کر **وفدیناہ بذبح عظیم** کی تکمیل کی۔

فليس قولك من هذا بضائر
العرب تعرف من انكرت والعجم

تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے ان کو نقصان نہیں دے سکتا اس لئے کہ انہیں عرب جانتا ہے اور جس سے تو نے تجاہل عارفانہ کیا اسے عجم پہچانتا ہے۔

ف : یعنی اگر تو نے ان کو نہ پہچانا تو کیا ہوا کیونکہ تو (ہشام) تجاہل عارفانہ سے کام لے رہا ہے حالانکہ ان کو عرب و عجم پہچانتے ہیں کہ یہ بزرگ گھرانہ رسولؐ کے فرد فرید ہیں۔

كلتا يديه غياث عم نفعهما
يستوكفان ولا يعروهما العدم

ان کے دونوں ہاتھ ایسے برستے ہوئے بادل ہیں جن سے عام نفع ہے۔ ہر ایک کے ساتھ وہ ہاتھ اعانت کرتے ہیں اور ان پر اس صفت کا عدم نہیں آتا۔

ف: یعنی ان کے دونوں ہاتھ فریاد رس ہیں اور مثل باران رحمت عام خلائق ان سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ سخاوت میں اتنے بے مثال ہے کہ جیسے بارش سے ہر کسی کو فائدہ ہوتا ہے اور ان کی سخاوت سے ہر کسی کو فائدہ ہوتا ہے۔ مگر باوجود جود و بخشش سے تہی دستی ان پر نہیں آتی ہے۔

سهل الخليقه لا يخشى بوادره

بزينته اثنان حسن الخلق والشيم

نہایت نرم دل ہیں حتی کہ ان کے غصہ سے بھی خوفزدہ نہیں ہوتا یہ سبب اس کے کہ یہ دو صفتوں حسن صورت اور حسن سیرت سے مزین ہیں۔

ف: یعنی دلکشی اور خوش خلقی ان کی پیدائشی عادت ہے اور ان میں تیز مزاجی اور تند خوئی مطلق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اس ہستی کی اولاد ہیں جن کے بارہ میں قرآن کی گواہی ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنتہ

لا يخلف الوعد ميمون نقيبته

رحب الفناء اريب حين . يعتزم

وعدہ خلافی نہیں کرتے، مبارک نفس، کشادہ صحن دانا ہیں جس وقت سیدھی راہ پکڑتے ہیں۔

ف: یعنی جناب ممدوح جب کسی سے وعدہ کرتے ہیں تو خلاف وعدہ نہیں کرتے ہیں اور ان کے مکان کا صحن کشادہ ہے یعنی حد درجہ سخی فیاض اور مہمان نواز ہیں۔ کیونکہ اپنے مکان کا صحن کشادہ اور فراخ وہی لوگ رکھتے ہیں جو دل کے فراخ و سخی و مہمان نواز ہوا کرتے ہیں اور جناب ممدوح مجتہدانہ شان کے مالک ہیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔

عم البريه بالاحسان فانقشعت

عنه الغيابته والاملاق والظلم

محسن عالم ہیں اپنے احسانات کے ساتھ اور ان کی شان جو ان کی وجہ میں ہے پراگندہ ہو

چکی ہیں گمراہی۔ محتاجی اور ظلم کی اندھیریاں۔

ف: یعنی ان کے جود و احسان کی برکت سے تمام خلائق نے تکلیف رنج مفلسی سے نجات پائی ہے لوگوں سے فقیری اور محتاجی کی مصیبت دور ہو گئی ہے اور جناب امام زین العابدین علیہ و آباءؑ السلام کے آباؤ اجداد کی ذات بابرکات میں جیسی سخاوت و فیاضی و فریاد رسی تھی ویسی ہی آپ کی ذات عالی صفات میں بھی ہے۔

من معشر حبهم دین و بغضهم

کفر و قربهم منجی و معتصم

یہ اس گھرانہ سے ہیں جن کی محبت عین دین ہے اور ان سے بغض کرنا کفر ہے اور ان کا قرب مقام نجات اور قلعہ محافظت ہے۔

ف: یعنی جناب امام زین العابدین علیہ و اباءؑ السلام آل رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اولاد بتولؑ ہیں۔ ان کی تابعداری و محبت باعث نجات و دستگاری ہے اور ان کا مخالف و نافرمان مردود ناری ہے۔ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میری "اہل بیت سے محبت رکھو میری محبت کے سبب"

پس معلوم ہوا کہ جو نامراد محب اہل بیت نہیں وہ محب رسولؐ نہیں ہے۔

ان عد اهل التقی کانو ائمتهم

اوقیل من خیر اهل الأرض قیلهم

اگر زمانے کے متقی گنے جائیں تو سب ان کے متبع ہوں گے اور اگر پوچھا جائے کہ روئے زمین میں سب سے افضل کون ہے تو کہا جائے گا یہی ہیں۔

ف: یعنی اہل بیتؑ کو جو بحیثیت اہل بیتؑ ہونے کے بزرگی و سرداری حاصل ہے وہ کسی بشر کو حاصل نہیں۔ تقویٰ و پرہیزگاری میں تمام اہل جہان کے مقتدا و امام ہیں اور اس امر کا سب کو اقرار ہے۔ حتی کہ اگر کسی سے پوچھا جائے کہ زمین کے رہنے والوں میں کون لوگ سب سے بہتر ہیں تو بے تامل وہ یہی جواب دے گا کہ اہل بیتؑ ہیں۔

لا یستطیع جواد بعد غایتهم

ولا یدانیهم قوم و ان کرموا

دنیا کا کوئی سخی ان کی منتہاء سخاوت کو پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا اور کوئی قوم کا بڑا ان کی برابری نہیں کرسکتا اگرچہ وہ اپنی قوم میں معزز ہو۔

ف: یعنی مجال نہیں کہ کوئی سخی اہل بیتؑ کی حد سخاوت تک پہنچ سکے یا کوئی کریم قوم ان کے جود و کرم تک پہنچے۔ کیونکہ ایثار یعنی اپنی حاجت پر غیر کی حاجب کو مقدم رکھنا اس کے مصداق کامل یہی اہل بیتؑ ہیں۔ آیت کریمہ۔ **یوثرون علی انفسهم و لو کان بهم خصاصته** اہل بیتؑ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

هم الغیوث اذا ما ازمه ازمت

والاسد اسد الشری والباس محتدم

قحط سالی میں یہ موسلا دھار بارش ہیں جبکہ وہ قحط سخت ہو چکا ہو اور شیر ہیں مقام شری کے شیر جس حال میں جنگ گرم ہو۔

ف: یعنی اہل بیتؑ قحط سالی میں باران رحمت کا کام کرتے ہیں۔ خلائق کو سختی فاقہ سے نجات دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی سخاوت درجہ کمال تک پہنچی ہوئی ہے اور سخت جنگ میں شیروں کا کام کرتے ہیں۔ شری کوہ سلمی میں ایک راہ کا نام ہے وہاں شیر بہت رہتے ہیں اور شجاعت اور جوانمردی میں ضرب المثل ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اسد اللہ ہیں اور شجاعت ان کا وصف خاص ہے اور ان کی اولاد میں بھی یہ وصف بدرجہ اتم موجود ہے۔

لا ینقص العسر بسطا من اکفهم

سیان ذالک ان اثرو او ان عدموا

ان کا ہاتھ کبھی عطا کرنے سے نہیں رکتا خواہ تنگی ہو اور برابر ہے ان کے لئے خواہ دولت ہو یا نہ ہو۔

ف: یعنی تنگ دستی ان کی فراخ دستی کو نہیں روک سکتی بلکہ ان کا جود و کرم ہمیشہ ایک حال پر رہتا ہے نہ مال ہونے سے بڑھتا ہے اور نہ مال جانے سے گھٹتا ہے کیونکہ فیاضی اور مہمان نوازی کو تعلق دل سے ہے نہ کہ مال سے۔ اور اکثر مال دار بخیل ہوتے ہیں اور بعض غیر مالدار دل و ہمت کے اعتبار سے سخی و کریم ہوتے ہیں۔

مقلم بعد ذکر اللہ ذکرھم

و کل یوم و مختوم بہ الکلم

اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ہی ذکر ہے ہر امر کے ابتداء میں، اور ختم کیا جاتا ہے ان کے ذکر پر ہر کلام۔

ف: یعنی بعد ذکر الٰہی اہل بیتؑ کا ذکر ہر ذکر پر مقدم ہے کیونکہ لوگ ہر کلام اور ہر کام کو حصول برکت کے لئے درود شریف پڑھ کر شروع کرتے ہیں اور اس میں اہل بیتؑ کا ذکر بھی ہوتا ہے پس بعد ذ . خدا اور رسولؐ اہل بیتؑ کا ہی ذکر زبان پر آتا ہے۔

دعا کی قبولیت کے لئے بھی ضروری ہے کہ ہر دعا سے پہلے اور بعد میں درود شریف پڑھا جائے۔ (درود شریف کی فضیلتیں مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ نے رسالہ فضائل درود شریف میں ملاخطہ فرمائیں بہت ہی عمدہ رسالہ ہے)

ای القبائل لیست فی رقابھم

لاولیتہ ھنا اولہ نعم

عرب کا کون سا قبیلہ ایسا ہے جس کی گردن میں ان کی بزرگی کا قلادہ نہ ہو یا اس کے لئے ان کے گھر سے نعمتیں نہ پہنچی ہوں۔

ف: یعنی تمام خلائق کو ان کی غلامی کا اقرار ہے کوئی تو پیشوا جان کر ان کا تابع فرمان ہے اور کوئی ان کے انعام و اکرام کا ممنون احسان ہے۔

من یعرف اللہ عرف اولیتہ ذا

والدین من بیت ھنا نالہ الامم

جو اس ہستی الٰہی کو جانتا وہ ہے ان کی فضیلت کو بھی جانتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دین ان کے گھر سے امت نے حاصل کیا۔

ف: سچ ہے جو شخص خدا شناس ہے وہی جانتا ہے کہ حضرت ممدوح مقرب بارگاہ وہ ہادی راہ ہیں اور جو شخص ہشام بن عبدالملک کی طرح کور باطن ہے وہ جناب موصوف کے مراتب و مدارج کو کیا جانے اور فی الواقع اس امت مرحومہ نے دین و اسلام کو حضرات اہل بیتؑ ہی کے طفیل سے جانا اور پہچانا ہے اور انہیں کی متابعت و اقتداء میں نجات و ہدایت ہے۔ ہر طرف سے احسنت و مرحبا کے ڈونگرے برسنے لگے فرزدق رواں دواں اپنے قصیدے کو پڑھ رہا تھا۔ لوگوں نے اس واقعہ کی خبر حضرت امام زین العابدین علیہ و اباہٗ السلام کی خدمت میں عرض کر دی۔ آپ نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو بطور عطیہ بھیجے اور فرمایا اسے کہنا ابو فراس ہمیں معاف کردے کہ ہم لوگ اس وقت امتحان و ابتلاء میں ہیں اس ہدیۃ سے زائد اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا ورنہ زیادہ عطا فرماتے۔ فرزدق نے عطیہ واپس کرتے ہوئے کہلا بھیجا یابن رسول اللہ کہ میرا یہ قصیدہ خدا کی خوشنودی کی خاطر تھا آپ سے عطیہ و انعام پانے کے لئے نہ تھا۔

قاصد دوبارہ فرزدق کے پاس آیا کہ امام زین العابدینؑ یہ رقم واپس لینے کو تیار نہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم اہل بیتؑ کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیتے۔ تو بتعمیل حکم فرزدق نے وہ عطیہ قبول کرلیا۔

ادھر جب ہشام نے اہل بیت کی اتنی تعریف سنی تو غضبناک ہو گیا اور حکم دے دیا کہ فرزدق کو عسفان میں قید کر دیا جائے۔ (عسفان مکہ و مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے جہاں ایک کنواں ہے اس میں قیدی بند کئے جاتے تھے) فرزدق اس ناروا سلوک پر بھڑک اٹھا اور ہشام کی ہجو میں کچھ شعر کہے۔ جب ہشام کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو فرزدق کی رہائی کا حکم دے دیا۔

جو قصیدہ امام زین العابدین علیہ و اباہٗ السلام کے فضائل میں فرزدق نے کہا اس سے

کہیں زیادہ حضرت ممدوح کے فضائل ہیں اور ان کا جمع کرنا امکان میں نہیں۔ یہ قصیدہ فرزدق کی زبان سے حاجیوں نے سنا اور مشرق و مغرب کے تمام اسلامی شہروں میں مشہور ہو گیا۔ گو فرزدق نے اپنے وجدان و شعور کو ان اشعار میں سمو دیا ہے لیکن لوگ کہہ رہے تھے کہ علی بن حسینؑ (امام زین العابدین) کی اس مدح کے صلے میں خداوند تعالیٰ فرزدق کو بخش دے گا۔

مجھ بے نوا کو بھی اس رحیم کریم مولیٰ کی ذات عالی سے قوی امید ہے کہ میری اس حقیر سی کوشش کو قبول کرتے ہوئے اہل بیتؑ اطہار کے طفیل میری لغزشوں، کوتاہیوں سے درگذر فرما کر میری بھی مغفرت فرما دے گا۔

ترجمان اجداد!

سید مہر حسین بخاری غفرلہ

بروز جمعرات ۲۱ رجب المرجب ۱۴۱۵ء